بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث پاک میں اونچی قبروں کو برابر کرنے کا فرمایا گیا، تو مزارات بنانا کیسے درست ہو سکتا ہے ؟

ایک اعتراض کا جواب

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مزارات پر عمارت اور گنبد بنانا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اونچی قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ ان کے بقول مزارات پر عمارت اور گنبد تعمیر کرنا مذکورہ حدیثِ پاک کے خلاف ہے۔ شرعی رہنمائی فرمائیں کہ کیا واقعی مزارات پر عمارت اور گنبد تعمیر کرنا احادیثِ طیبہ کے خلاف اور ناجائز ہے ؟ نیز اونچی قبروں کو برابر کرنے سے متعلق حدیث کا درست مفہوم کیا ہے ؟

جواب

انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اولیائے عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مزارات اسلام کی نشانی اور ان نفوسِ قدسیہ کی یادگار ہیں، ان کی تعظیم و توقیر درحقیقت اسلام کی ہی تعظیم و توقیر ہے کہ قرآنِ کریم نے شعائرُاللہ کی تعظیم کو دل کے تقویٰ کی علامت قرار دیا ہے، نیز صالحین کے مزارات پر مسلمان تلاوتِ قرآن، فاتحہ خوانی، ذکر و دعا اور فیوض و برکات کے حصول کے لیے آتے رہتے ہیں، اس لیے ان کے مزارات کی حفاظت، ان کی شناخت برقرار رکھنے، زائرین کی سہولت اور مخلوقِ خدا کے دلوں میں ان کے مقام و مرتبہ کے اظہار کے لیے عمارت اور گنبد وغیرہ تعمیر کرنا، نہ صرف جائز، بلکہ کارِ ثواب ہے۔

<u>مزاراتِ پر گنبد اور عمارت بنانے کے جائز اور مستحسن ہونے پر قرآن و حدیث کے دلائل کے لیے دارالافتاء اہل سنت کے تفصیلی فتویٰ (Fsd: 10127) کا مطالعہ فرمائیں۔</u>

جہاں تک سوال میں بیان کردہ حدیثِ پاک کا معاملہ ہے، تو اوّلاً مکمل حدیثِ پاک ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: ”عن أبي الهياج الأسدي قال: قال لي علي بن أبي طالب: ألا أبعثك على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا تدع تمثالا إلا طمسته، ولا قبرا مشرفا إلا سويته“ یعنی: حضرت ابو الہیاج اسدی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے مولیٰ علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا، وہ یہ کہ تو کسی بھی مجسمہ کو مسمار کیے بغیر نہ چھوڑنا اور نہ کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر چھوڑنا۔ (صحیح المسلم، جلد 3، صفحہ 61، مطبوعہ ترکیا)

مذکورہ حدیثِ پاک سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے بلند قبروں کو اکھیڑ کر زمین کے

برابر کرنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا مزارات پر عمارت یا گنبد بنانا، جائز نہیں، اگر بنالیا، تو اس کو گرانا لازم ہے۔ لیکن خدا توفیقِ ہدایت دے، تو اس حدیثِ پاک سے صالحین کے مزارات کو گرانے پر استدلال کرنے سے پہلے چند امور پر غور کرنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ جب تک ان امور کی وضاحت نہ ہو، محض اس حدیثِ پاک کی بنیاد پر مزارات کو شہید کرنے کا حکم بیان کرنا ہر گز درست نہیں، چنانچہ

اولاً: یہ متعین ہونا ضروری ہے کہ یہاں جن قبور کو برابر کرنے کا حکم دیا گیا، وہ مسلمانوں کی قبریں تھیں یا مشرکین کی؟

ثانیاً: برابر کرنے سے کیا مراد ہے؟ کیا بالکل ہموار کر کے زمین کے برابر کر دینا؟ اگر یہ مراد ہو تو مسلمانوں کی قبر کچھ بلند کوہان نما بنانے کا حکم ہے تو زمین کے برابر کر دینا تو سنتِ متواترہ کے خلاف ہے۔

ثالثاً: قبروں کے ساتھ مجسمے و تصویر کا ذکر کس مناسبت سے ہے؟ کیا زمانہ نبوی میں اور زمانہ مولا علی کرم اللہ وجھہ میں صحابہ کی قبروں کے ساتھ یہ مجسمے اور تصویریں ہوتی تھیں؟ معاذ اللہ۔ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔

اب ان امور کی کچھ وضاحت اور ان کے ضمن میں صالحین کے مزارات پر گنبد و عمارت وغیرہ کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔ **جن قبروں کو سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے گرایا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں تھیں، بلکہ کفار کی قبریں تھیں، اس کی چند وجوہات ہیں:**

(۱) ہر مومن اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ مسلمانوں کی جو قبریں زمانہ اقدس میں بنیں وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور اجازت سے ہی بنیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ اپنے اصحاب کی تدفین میں شرکت فرمایا کرتے تھے، اپنے نیازمندوں کو اپنی شرکت سے محروم نہیں فرماتے تھے، تو جو بھی قبور بنیں صحابہ کرام عَلَیْھِمُ الرِّضْوَان نے بنائیں اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بنائیں اور موجودگی نہ بھی ہوتی، تو صحابہ کرام کوئی بھی ایسا اہم کام نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیے بغیر نہیں کرتے تھے، تو پھر وہ کون سے مسلمانوں کی قبریں تھیں، جو ناجائز انداز میں اونچی بن گئی تھیں اور انہیں مٹانے کا حکم دیا گیا؟

(۲) حدیثِ پاک میں عیسائیوں وغیرہ کفار کی قبروں کو اکھیڑنے کا حکم ہے، کیونکہ ان کی قبریں اونچی ہوتی تھیں، ان کی قبروں پر تصاویر، مجسمے یا صلیب کے ایک ہاتھ سے اونچے نشانات ہوتے ہیں، جو آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں، انہیں مسمار کرنے کا حکم دیا گیا تھا (جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث اور اس کی شرح کے ضمن میں ذیل میں بیان کیا جائے گا)۔ تو یہ کیسے کہا جاتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مسلمانوں کی قبریں اکھیڑنے کا حکم دیا تھا۔

(۳) قبر کے ساتھ مجسمہ و تصویر کا ذکر کیا گیا، اگر یہ حکم مسلمانوں کی قبروں کے متعلق تھا، تو مسلمانوں کی قبر پر مجسمہ یا تصویر کہاں ہوتی ہے؟ اور وہ بھی زمانہ رسالت اور زمانہ صحابہ میں پھر وہ بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اور خلفائے راشدین کی موجودگی میں؟ معلوم ہوا کہ یہ قبریں کفار کی تھیں، کیونکہ ان کی قبروں پر میت کا مجسمہ یا تصویر بھی ہوتی ہے۔

(٤) قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم دیا گیا، جب کہ مسلمان کی قبر کے لیے سنت ہے کہ زمین سے ایک ہاتھ اونچی رہے۔ اس کو بالکل زمین کے برابر کرنا خلافِ سنت ہے، تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے۔

مختصر یہ کہ ماننا پڑے گا کہ حدیثِ پاک میں جن قبور کو اکھیڑنے کا ذکر ہے، وہ کفار کی تھیں، لیکن پھر بھی اگر کوئی کہے کہ حدیثِ پاک کا مستفاد یہی ہے کہ صالحین کی قبروں اور ان پر بنے ہوئے قبوں کو اکھیڑا جائے گا، تو پھر ان صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے متعلق کیا حکم ہوگا جنہوں نے دیگر صحابہ کرام کی قبور پر قبے اور عمارتیں تعمیر کیں؟ جی ہاں! خود کئی صحابہ کرام اور صحابیات عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے ثابت ہے کہ انہوں نے قبروں پر قبے اور عمارتیں بنائی تھی، جیسا کہ حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ نے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کے گرد عمارت تعمیر کروائی۔ (خلاصۃ الوفاء، ج2، ص125، شاملہ)

نیز حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ نے حضرت زینب بنت جحش رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا کی قبر پر، حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا نے اپنے بھائی عبد الرحمن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ کی قبر پر، حضرت مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم کے بیٹے محمد بن حنفیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ کی قبر پر اور حضرت امام حسن بن حسن بن علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ کی قبر پر ان کی زوجہ نے قبہ بنایا۔ (صحیح البخاری، جلد1، صفحہ446، مطبوعہ دمشق)(المنتقی، جلد2، صفحہ23، مطبوعہ مصر)

تعجب ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ تو قبریں اکھاڑ کر زمین کے برابر کریں اور ان کے فرزند محمد بن حنفیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ نیز مسلمان کی قبر کے متعلق تعلیم یہ ہے کہ اولاً ایک ہاتھ سے اونچی نہ بنائی جائے، لیکن اگر بن جائے تو اسے اکھیڑا نہ جائے کہ اس میں مسلمان کی اہانت ہے، دلائل ذیل میں ذکر کیے جائیں گے۔ لہٰذا حدیثِ علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہ سے صالحین کے مزارات کو اکھیڑنے اور ان کے قبہ جات وغیرہ کو شہید کرنے پر دلیل پکڑنا شرعاً و عقلاً ہر لحاظ سے غلط ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں:

احادیثِ طیبہ میں کفار کی قبروں کو اکھیڑنے کا حکم ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے: "فأمر النبي صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بقبور المشرکین، فنبشت" یعنی: نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی قبروں کو اکھیڑنے کا حکم فرمایا۔ (صحیح البخاری، جلد1، صفحہ93، مطبوعہ مصر)

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رَحۡمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہ (سالِ وصال: 852ھ/1449ء) لکھتے ہیں: "(باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية) أي دون غيرها من قبور الأنبياء وأتباعهم لما في ذلك من الاهانة لهم بخلاف المشركين فإنهم لا حرمة لهم وأما قوله لقول النبي صلى الله عليه وسلم إلخ فوجه التعليل أن الوعيد على ذلك يتناول من اتخذ قبورهم مساجد تعظيما ومغالاة كما صنع أهل الجاهلية وجرهم ذلك إلى عبادتهم ويتناول من اتخذ أمكنة قبورهم مساجد بأن تنبش وترمى عظامهم فهذا يختص بالأنبياء ويلتحق بهم أتباعهم وأما الكفرة فإنه لا حرج في نبش قبورهم إذ لا حرج في إهانتهم"

یعنی: مصنف کا قول، باب: کیا زمانہ جاہلیت کے مشرکین کی قبروں کو کھودا جائے گا؟ یعنی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام اور ان کے متبعین کی قبروں کے علاوہ، کیونکہ انبیاء و صالحین کی قبریں کھودنے میں ان کی بے حرمتی اور توہین لازم آتی ہے، بخلاف مشرکین کی قبروں کے، کیونکہ ان کے لیے کوئی حرمت و عزت نہیں۔ اور بہر حال جہاں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو بطورِ دلیل

ذکر کیا گیا ہے، تو وہاں اس سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ قبروں کو مسجد بنانے والوں کے لیے جو وعید بیان ہوئی ہے، وہ ان لوگوں کو شامل ہے کہ جنھوں نے انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَام کی قبروں کو تعظیم اور غلو کی بنا پر مسجدیں بنالیا، جیسا کہ اہلِ جاہلیت نے کیا اور پھر یہی غلوانہیں ان قبروں کی عبادت تک لے گیا۔ اوران لوگوں کو بھی شامل ہے کہ جنھوں نے ان کی قبروں کی جگہوں کو اس طرح مسجد بنایا کہ معاذاللہ! ان کی قبریں کھوددیں اوران کے اجسام مبارک باہر نکال دئیے۔ (یعنی افراط و تفریط کی ممانعت ہے، لہٰذا ادب و احترامِ قبور کا) یہ حکم خاص طور پر انبیائے کرام علیہم السلام اوران کے متبعین کے ساتھ خاص ہے، بہر حال کفار، توان کی قبریں کھودنے میں کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ ان کی بے حرمتی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 524، مطبوعہ دار المعرفۃ، بیروت)

مزید لکھتے ہیں: "وفي الحديث جواز نبش القبور الدارسة إذا لم تكن محترمة" یعنی: اس حدیث میں ایسی پرانی قبریں اکھیڑنے کا جواز ہے جو بالکل مٹ چکی ہوں اوران کی کوئی حرمت نہ ہو (یعنی مشرکین و کفار کی قبریں)۔ (فتح الباری، جلد 1، صفحہ 526، مطبوعہ بیروت)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی قبور محترم ہیں، ان کو ڈھانا اور گرانا، ان کی توہین ہے، جو کہ ناجائز و گناہ ہے، قبریں اکھاڑنے کا حکم مشرکین کی قبروں کے متعلق دیا گیا کہ وہ محترم نہیں۔

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو کفار کی قبریں برابر کرنے کا فرمایا تھا، جیسا کہ حدیثِ علی کے تحت امام ابو الحسین احمد بن محمد قدوری رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 428ھ) لکھتے ہیں: "(أن لا تدع قبرا إلا سويته ولا تمثالا إلا طمسته) قلنا: المراد بذلك قبور المشركين التي كانوا يبنون عليها الأنصاب والأبنية، فأراد أن يزيل ذلك لتزول آثار الشرك، وهذا جمع بينه وبين التمثال الذي يفعله الكفار" یعنی: اس حدیث: (تو کسی بھی مجسمہ کو مسمار کیے بغیر نہ چھوڑنا اور نہ کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر چھوڑنا) کے تحت ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں مشرکین کی وہ قبریں مراد ہیں جن پر وہ نشانیاں اور عمارتیں بنایا کرتے تھے، تو نبیِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان چیزوں کو دور کرنے کا ارادہ فرمایا، تاکہ شرک کے آثار بھی مٹ جائیں اور حدیث کا یہ مفہوم اس لیے کیا گیا کہ حدیث میں مجسمے کا ذکر ہے اور کفار اس طرح کے مجسمے قبر پر بنایا کرتے تھے۔ (التجرید للقدوری، جلد 3، صفحہ 1073، مطبوعہ القاھرہ)

قاضی دیارِ مصر علامہ علاء الدین علی ماردینی رَحۡمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (سالِ وفات: 750ھ) لکھتے ہیں: "قلت الظاهر ان المراد قبور المشركين بقرينة عطف التمثال عليها و كانوا يجعلون عليها الانصاب والابنية فاراد عليه السلام ازالة آثار الشرك" یعنی: میں کہتا ہوں: حدیثِ پاک کا ظاہر یہ ہے کہ یہاں مشرکین کی قبریں مراد ہیں، اس پر قرینہ یہ ہے کہ قبروں کا ذکر مجسموں کے ساتھ کیا گیا۔ اور مشرکین قبروں پر نشانات اور عمارتیں بنایا کرتے تھے، لہٰذا نبیِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے شرک کے آثار کو مٹانے کا ارادہ فرمایا۔ (الجوھر النقی، جلد 4، صفحہ 2، مطبوعہ دار الفکر)

علامہ محمد بن عزالدین ابن الملک کرمانی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 854ھ) لکھتے ہیں: "" ولا قبرا مشرفا "أي: عاليا مرتفعا عن الأرض بالبناء عليه. "إلا سويته" أي: أزلت ارتفاعه حتى يرجع إلى قدر شبر، وقد أباح السلف البناء على قبور العلماء المشهورين والمشايخ المعظمين، ليزورها الناس، ويستريحوا إليها بالجلوس" یعنی: ایسی بلند اور اونچی قبر جو اس پر عمارت بنانے کی وجہ سے زمین سے بلند ہو گئی ہو۔ "إلا سويته" یعنی: اس کی بلندی کو اس طرح دور کر دیا جائے کہ وہ دوبارہ تقریباً ایک بالشت کے برابر رہ جائے۔ اور سلف صالحین نے معروف علمائے کرام اور مشائخِ عظام کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے، تاکہ لوگ ان کی زیارت کر سکیں اور وہاں بیٹھ کر سکون و راحت حاصل کر سکیں۔ (شرح المصابیح لابن الملک، جلد 2، صفحہ 365، مطبوعہ ادارۃ الثقافۃ الاسلامیۃ)

یہی مفہوم دیگر کثیر محدثین نے بھی بیان کیا ہے۔

حدیثِ علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی تشریح و تفصیل میں مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: "خیال رہے کہ یہاں قبروں سے یہود و نصاریٰ کی قبریں مراد ہیں نہ کہ مسلمانوں کی چند وجہ سے: ایک یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں صحابہ کرام کی قبریں اونچی کیسے بن گئیں جنہیں مٹانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کو علی کو بھیجا کیونکہ ان بزرگوں کا کفن دفن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اور آپ کی اجازت سے ہوتا تھا۔

دوسرے یہ کہ قبر کو فوٹو و مجسمہ سے کیا نسبت، مسلمانوں کی قبروں پر نہ فوٹو ہوتے ہیں نہ مجسمہ، ہاں عیسائیوں کی قبریں بہت اونچی بھی ہوتی ہیں اور ان پر میت کا مجسمہ یا فوٹو بھی ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ مسلمان کی قبر زمین کے برابر نہیں کی جا سکتی بلکہ وہ ایک بالشت یا ایک ہاتھ اونچی رکھی جائے گی اور یہاں برابر کر دینے کا حکم ہے۔

چوتھے یہ کہ اس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو مسجد نبوی کی تعمیر کے باب میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی قبریں اکھیڑنے کا حکم دیا تو اکھیڑ دی گئیں اسی کام کے لیے علی مرتضی مامور ہوئے تھے۔

پانچویں یہ کہ فتح الباری شرح بخاری میں اس حدیث پر عنوان قائم کیا کہ کیا مشرکین جاہلیت کی قبریں اکھیڑی جا سکتی ہیں یعنی ان کے علاوہ نبیوں اور ان کے متبعین کی نہیں کیونکہ ان کی قبریں اکھیڑنے میں ان کی توہین ہے۔

چھٹے یہ کہ اسی فتح الباری میں تھوڑی دور جا کر فرمایا حدیث سے معلوم ہوا کہ مملوکہ مقبرے میں تصرف جائز ہے اور پرانی قبریں اکھیڑ دینا جائز ہیں بشرطیکہ وہ قبریں حرمت والی نہ ہوں۔

ساتویں یہ کہ مسلمان کی اونچی قبر بنانا منع ہے، لیکن اگر بن گئی ہے، تو اسے گرانا ناجائز کہ اس میں قبر اور صاحب قبر کی اہانت ہے۔ جب مسلمان کی قبر سے تکیہ لگانا، اس پر چلنا پھرنا منع ہے، تو اس پر پھاوڑے چلانا کب جائز ہوگا، جیسے چھوٹے سائز کے قرآن شریف و حمائلیں چھاپنا منع ہے لیکن اگر چھپ چکے ہوں تو انہیں جلانا حرام۔

آٹھویں یہ کہ بخاری کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقًا ہے، حضرت خارجہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ عثمانی میں تھے اور ہم سے بڑا بہادر وہ تھا جو عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔ معلوم ہوا کہ وہ قبر اتنی اونچی بنائی گئی تھی، جسے پھلانگنا دشوار تھا اور یہ قبر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنائی تھی۔

نویں یہ کہ ابھی (یعنی اصل کتاب مراٰۃ المناجیح) مشکوٰۃ شریف میں حدیث آئے گی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان ابن مظعون کی قبر کے سرہانے کی طرف ایک اونچا پتھر لگایا جس کی شرح حضرت خارجہ کی حدیث نے کردی کہ وہ اتنا اونچا تھا جسے پھلانگنا دشوار تھا۔ بہر حال اگر یہاں مسلمانوں کی قبریں مراد ہوں تو یہ حدیث بہت احادیث کے خلاف ہوگی اور اس میں ایسی مشکلات پیدا ہوں گی جو حل نہ ہوسکیں گی۔ افسوس نجدیوں نے اس حدیث کو آڑ بنا کر حرمین طیبین میں صحابہ کبار، اہل بیت اطہار کی قبروں کو توگرایا مگر اسی علاقہ میں امریکن تیل کمپنی جس کا ٹھیکہ نجدیوں نے امریکہ کو دیا ہے ان کے فوت شدہ انگریزوں کی بڑی بڑی اونچی قبریں ہیں مگر ہاتھ نہ لگایا یعنی جن کے لیے حدیث تھی ان پر عمل نہ کیا گیا، مسلمانوں کی قبروں پر یہ ستم کیا گیا۔" (مرآۃ المناجیح، جلد2، صفحہ 488، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-10155

تاریخ اجراء: 11 ربیع الاول 1448ھ/25 اگست 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net